مہر کا حکم

پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار قریشی
ایسوسی ایٹ پروفیسر وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی

قرآن وحدیث میں مہر کے لئے صَداق، صِداق، صدقہ، اجور اور مہر کے الفاظ آئے ہیں، اول الذکر تینوں الفاظ کا مادہ اور ماخذ ''صدق'' ہے۔ ملا علی القاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں اس کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مہر کو ان الفاظ سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عورت کی جانب شوہر کے میلان کی صداقت کی دلیل اور علامت ہوتا ہے۔

اسلام کے سوا دنیا کے کسی بھی مذہب میں نکاح کے ساتھ مہر مقرر نہیں کیا گیا، اسلام نے مہر عورت کی تکریم کی علامت کے طور پر مشروع کیا ہے، کیونکہ ایک اجنبی عورت جو نکاح سے پہلے حرام ہوتی ہے، عقد نکاح کے نتیجے میں شوہر پر حلال ہو جاتی ہے۔

مہر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر خاوند عورت کو طلاق دے دے تو دوسری جگہ نکاح ہونے تک یا گزر اوقات کا کوئی معاشی ذریعہ مقرر ہونے تک اس کے پاس اتنی رقم ہو جس سے وہ اپنی کفالت کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں مردوں کے لئے سخت تاکید آئی ہے کہ وہ عورتوں کو ان کا مہر ادا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۔

جن عورتوں سے (بذریعہ نکاح) تم افائدہ اٹھا چکے ہو انکا مقررہ مہر ادا کر دو۔

قرآن کے لفظ ''فریضہ'' کے معنی فرض، لازم اور واجب کے بھی ہیں اور مقررہ اور طے شدہ کے بھی ہیں۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ میمون کردی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

سمعت النبی لامرة ولامرتین ولا ثلثة حتی بلغ عشر مرارا :

''أیما رجل تزوج امرء ة بما قل من المهر أو کثر لیس فی نفسه

أن یؤدی إلیها حقها، خدعها فمات ولم یؤد إلیها حقها لقی الله

يوم القيامة وهو زانٍ، و أيما رجل استدان دينًا لا يريد أن يؤدی إلى صاحبه حقه خدعه حتى أخذ ماله، فمات ولم يؤده، القى الله وهو سارق۔

ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ نہیں، دو مرتبہ نہیں تین مرتبہ نہیں بلکہ راوی نے یہ تعداد دس مرتبہ تک بیان کی یعنی متعدد مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے شادی کی خواہ اس کا مہر کم ہو یا زیادہ اور اس کا ارادہ اس مہر کو ادا کرنے کا نہیں تھا، اس نے اس عورت کو دھوکہ دیا اور اگر اس نے اس عورت کا حق (مہر) ادا نہیں کیا پس مرگیا تو وہ قیامت کے دن اللہ سے زانی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا۔ اور جس شخص نے کسی سے قرض لیا اور صاحب مال کی رقم ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اور اس نے اس کو دھوکہ دے کر مال لیا اور اگر وہ اس کا قرض ادا کئے بغیر مر گیا تو وہ اللہ عز وجل سے چور ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا۔

(المعجم الصغیر، حدیث نمبر ۱۱۱، المعجم الاوسط، حدیث نمبر ۱۸۷۲)

یہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ان امور کے قبیح ہونے پر شدید وعید ہے اور زنا اور چوری کا ذکر، ان امور کی قباحت کو بیان کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ صحبت سے قبل شوہر بیوی کو مہر کا بعض حصہ ادا کر دیتا تھا، چنانچہ بعض احادیث میں صحبت سے پہلے مہر کا بعض حصہ ادا کرنے کا ذکر آیا ہے اور بغیر مہر ادا کئے ہوئے صحبت سے منع کیا گیا ہے، چند احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت سہل بن سعد ساعدی بیان کرتے ہیں کہ:

جاءت إمرءة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: "يارسول الله جئت أهب لك نفسي قال: "فنظر إليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فصعّد النظر فيها وصوّبه، ثم طأطأ رسول الله رأسه فلما رأت المرءة أنه لم يقض فيها شيئا جلست، فقام رجل من أصحابه، فقال: "يارسول الله! إن لم يكن لك بها

حاجة فزوجنيها."، فقال : "وهل عندك من شيء؟" قال: "لا والله يارسول الله." فقال رسول الله: "إذهب إلى أهلك فانظر هل تجد شيئا." فذهب ثم رجع فقال: "لا والله ما وجدت شيئا فقال رسول الله: "أنظرو لو خاتما من حديد، ولكن هذا إزاري." قال سهل : "ماله رداء. فلها نصفه فقال رسول الله: "ما تصنع بإزارك، إن لبسته لم يكن عليها منه شيء، و إن لم لبسته لم يكن عليك شيء." فجلس الرجل حتى إذا طال مجلسه قام، فرأه رسول الله مولياً فأمر به فدعي فلما جاء، قال: "ما ذا معك من القرآن؟" قال "معي سورة كذا وسورة كذ عددها."، فقال: "تقرؤهن عن ظهر قلبك." قال : "نعم." قال : "إذهب فقد ملكتكها بما معك من القرآن."۔

رسول اللہ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا ''یارسول اللہ! میں آپ کے پاس آئی ہوں اور میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ نے اس کی طرف دیکھا نظر اوپر اٹھائی پھر نظر نیچے کر لی، پھر رسول اللہ نے اپنا سر جھکا لیا، جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی، آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ''یارسول اللہ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو پھر اس سے میرا نکاح کر دیجئے۔'' آپ نے فرمایا ''تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں یارسول اللہ۔'' آپ نے فرمایا: ''جاؤ اپنے گھر جاؤ شاید تمہیں کوئی چیز مل جائے۔'' وہ گھر گیا پھر واپس آ گیا، اس نے کہا: ''بہ خدا مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔'' بہ خدا لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی لیکن میرے پاس صرف یہ تہبند ہے۔'' رسول اللہ نے فرمایا: ''وہ تمہارے تہبند کا کیا کرے گی؟ اگر تم اس کو پہنو گے تو اس کے پاس کچھ نہیں ہوگا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تمہارے پاس کچھ نہیں ہوگا''، وہ شخص بیٹھ گیا جب کافی دیر ہوگئی اور

رسول اللہ نے اس کو واپس جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کو بلانے کا حکم دیا۔ جب وہ آ گیا تو آپ نے فرمایا: ''تمہیں کچھ قرآن یاد ہے؟'' اس نے گن کر بتایا اس کو فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ تمہیں جو قرآن یاد ہے اس کے سبب سے میں نے یہ عورت تمہاری ملک میں دے دی۔'' (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۵۰۸۷)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ:

إن عليا صلما تزوج فاطمة بنت رسول الله رضى الله تعالىٰ عنها أزاد أن يدخل بها فمنعه رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يعطيها شيئا، فقال: "يارسول الله! ليس لي شيء." فقال النبيا أعطها درعك." فأعطا هادرعه ثم دخل بها۔

جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لیا، تو انہوں نے قربت کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ نے (مہر میں سے) کچھ دینے سے پہلے صحبت سے منع فرمایا، تو انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میرے پاس کچھ نہیں ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''انہیں اپنی زرہ دے دو۔'' تو انہوں نے انہیں اپنی زرہ دے دی اور پھر صحبت فرمائی۔

(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۱۲۶)

اور یہ معلوم ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ کا مہر چار سو درہم چاندی تھا۔

ان احادیث میں صحبت سے پہلے مہر میں سے کچھ حصہ ادا کرنے کا حکم آیا ہے جسے مہر معجّل کہتے ہیں، تاہم بعض احادیث میں مہر کا کچھ حصہ ادا کئے بغیر بھی بیوی کو شوہر کے پاس بھیجنے کا ذکر ہے، جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث ہے، آپ فرماتی ہیں:

أمرني رسول الله اللهـا أن أدخل إمرء ة على زوجها قبل أن يعطيها شيئا ۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۱۲۸، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۹۹۲، سنن بیہقی، ج ۷، ص ۲۵۳)

علامہ کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں کہ یہ حدیث قوی مرسل ہے، تاہم ابو داؤد نے کہا

ہے کہ خیثمہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث سے سماع ثابت نہیں ہے۔

اس حدیث میں صحبت سے پہلے کل مہر یا کچھ مہر دینے کا ذکر نہیں ہے، اس لئے فقہاء اور محدثین نے ان احادیث میں تطبیق دینے کے لئے مہر کی دو قسمیں ذکر کی ہیں اور فرمایا ہے کہ اگر عورت کی تالیف قلب کے لئے صحبت سے پہلے مہر میں سے کچھ حصہ دے دیا جائے تو یہ مستحب ہے۔

چنانچہ کمال الدین ابن ہمام فرماتے ہیں:

فيحمل كل ما افاد ظاهر هكونه أقل من عشرة دراهم على أنه المعجل، وذلك لأن العادة عندهم كانت تعجيل بعض المهر قبل الدخول حتى ذهب بعض العلماء إلا أنه لا يدخل بها حتى يقدم شيئا لها. نقل عن ابن عباس وابن عمرو الزهرى و قتادة تمسكا بمنعه اعليها فيما رواه ابن عباس "إن عليا صلما تزوج بنت رسول الله، رضى الله تعالىٰ عنها أراد أن يدخل بها فمنعه رسول الله حتى يعطيها شيئا، فقال: "يارسول الله! ليس لى شيء." فقال: "أعطها درعك." فأعطاها درعه ثم دخل بها. ولفظ ابى داؤد، ورواه النسائى. ومعلوم ان الصداق كان أربعمائة درهم وهى فضة، لكن المختار الجواز قبله لما روت عائيشة قالت: "أمرنى رسول الله أن أدخل إمرء ة على زوجها قبل أن يعطيها شيئا." رواه ابو داؤد، فيحمل المنع المذكور على اينداب: أى ندب تقديم شيء إدخال اللمسرة عليها تألفا لقلبها، وإذا كان كان ذلك معهود اوجب حمل ما يخالف ما رويناه عليه جمعا بين الأحاديث، وكذا يحمل أمره ابالتمس خاتم من حديد على أنه تقديم شيء تألفا، ولما عجز قال قم فعلمها عشرين آية وهى إمرء تك رواه ابو داؤد، وهو محمل رواية الصحيح زوجتكها بما معك من القران فإنه لا ينافيه وبه تجتمع الروايات۔ (فتح القدیر، ج ۳، ص ۳۰۶/ ۳۰۵)

ہمارے نزدیک حضرت جابر کی حدیث ''ولا مهر أقل من عشرة دراهم'' یعنی دس درہم سے کم کوئی مہر نہیں۔ (سنن دارِ قطنی، ج ۳، ص ۲۴۵، سنن کبریٰ، ج ۷، ص ۱۳۴)

کے پیش نظر مہر کی مقدار کم از کم دس درہم چاندی ہے، چنانچہ جن احادیث میں دس درہم سے کم مہر کا ذکر آیا ہے وہ تمام احادیث مہر معجّل پر محمول ہیں تا کہ احادیث میں تطبیق ہو، کیونکہ عرب کی عادت کہ وہ مہر کا کچھ حصہ صحبت سے پہلے دیا کرتے تھے حتی کہ فقہاء تابعین نے یہ کہا ہے کہ جب تک عورت کوکوئی چیز پہلے نہ دیدے اس وقت تک صحبت نہ کرے۔ یہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر زہری اور قتادہ سے منقول ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کچھ دینے سے پہلے رسول اللہ نے حضرت علی کو دخول سے منع فرمایا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی نے رسول اللہ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور حضرت علی نے ان کے ساتھ صحبت کا ارادہ فرمایا تو رسول اللہ نے ان کو منع فرمایا حتیٰ کہ وہ ان کوکوئی چیز دے دیں۔ انہوں نے کہا: ''یارسول اللہ! میرے پاس توکوئی چیز نہیں ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''ان کو اپنی زرہ دے دو۔'' تو آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زرہ دے دی پھر ان کے ساتھ قربت فرمایا۔ یہ سنن ابی داؤد کی روایت ہے اور اس کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ (حدیث نمبر ۳۳۷۵) اور یہ معلوم ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر چارسو درہم چاندی تھا، پسندیدہ امر یہ ہے کہ صحبت سے پہلے کچھ دے دیا جائے اور بغیر دیئے بھی صحبت جائز ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ نے یہ حکم دیا کہ میں ایک عورت کو اس کے خاوند کے کچھ دینے سے پہلے اس کے پاس بھیج دوں۔'' یہ حدیث قوی مرسل ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو صحبت سے پہلے کچھ دینا مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے تا کہ عورت کا دل صحبت کے وقت خوش ہو اور

اس کی تالیف قلب ہو اور جب یہ امر معروف ہے تو دس درہم سے کم مہر کی
جو احادیث ہیں وہ مہر معجّل (یعنی مہر میں سے کچھ پہلے دینا) پر ہی محمول ہیں
تاکہ احادیث میں تطبیق ہو۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو
لوہے کی ایک انگوٹھی ڈھونڈنے کا حکم دیا تھا وہ بھی تالیف قلب کے لئے بہ طور
مہر معجّل تھا اور جب وہ اس سے بھی عاجز رہا تھا تو آپ نے فرمایا اس کو بیس
آیتوں کی تعلیم دو یہ تمہاری بیوی ہے۔" (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۱۱۲)

اور یہ حدیث اس کا صحیح محمل ہے جس میں آپ نے فرمایا تم کو جو قرآن یاد ہے اس کے سبب سے میں نے تمہارا نکاح کر دیا۔ سو یہ ہماری روایت کردہ حدیث کے منافی نہیں ہے اور اس طریقہ سے ان احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

"ما يدل بحسب الظاهر من الأحاديث المروية على جواز التقدير بأقل من عشرة وكلها مضعفة إلا حديث إلتمس ولو خاتما من حديد" يجب حملها على أنه المعجل وذلك لأن العادة عندهم تعجيل بعض المهر قبل الدخول حتى ذهب بعض العلماء إلى أنه لا يدخل بها حتى يقدم شيئا لها تمسكا بمنعه اعليا أن يدخل بفاطمة رضى الله تعالى عنهما حتى يعطيها شيئا، فقال: "يارسول الله! ليس لي شيء. "فقال؟: "أعطها درعك "فأعطاها درعه." رواه ابو داؤد والنسائي. ومعلوم ان الصداق كان أربع مائة درهم وهي فضة، لكن المختار الجواز قبله لماروث عنيشة رضى الله تعالى عنها قالت: "أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أدخل أمرء ة على زوجها قبل أن يعطيها شيئا." رواه ابو داؤد، فيحمل المنع المذكور على اى ندب: أى ندب تقديم شيء إدخالا للمسرة عليها تألفا لقلبها، وإذا كان كان ذلك معهود اوجب حمل ما خالف مارويناه عليه جمعا

بيـن الأحـاديـث وهـذا، وإن قيـل إنـه خـلاف الظاهر في حديث التـمـش خـاتـم من حديد." لكن يجب المصير إليه لأنه قال فيه بـعـده زوجـتـكهـا بما معك من القرآن." فإن حمل على تعليمة إياها ما معه أو نفي المهر بالكلية عارض كتاب الله تعالى وهو قوله تعالى: "أن تبتغوا بأموالكم" فقيد الإحلال بالإبتغاء بالمال، فوجب كون الخبر غير مخالف له وإلالم يقبل لأنه خبر واحد وهو لا ينسخ القطعي في الدلالوة وتمام ذلك مبسوط في الفتح."۔

وہ مرویات جن کا ظاہر مہر کے دس دراہم سے کم کے جواز پر دلالت کرتی ہیں وہ تمام تر ضعیف ہیں سوائے حدیث "الشمس ولو خاتما من حديد" یہ لازمی ہے کہ ان کو مہر معجّل پر محمول کیا جائے کیونکہ ان کی عادت یہ ہے کہ مہر کا کچھ حصہ دخول سے قبل دے دیا جائے یہاں تک کہ بعض علماء نے یوں کہا ہے کہ شوہر بیوی سے اس وقت تک وطی نہیں کرے گا جب تک اسے کچھ پیش نہ کردے اور ان کی دلیل وہ روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے وطی کرنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ انہیں کچھ مہر میں دے نہ دیں۔

(فتح القدیر، ج ۳، ص ۳۰۶/ ۳۰۵)

ملا علی القاری لکھتے ہیں:

فالكل محمول على المعجل لأن لأن العادة عندهم كانت تعجيل بعض المهر قبل الدخول حتى نقل عن ابن عباس و ابن عمر والزهري وقتادة أنه لا يدخل بها حتى يقدم بها شيئا تمسكا يمنع النبيا عليا عن الدخول على فاطمة حتى تعطيها شيئا، فقال: "يارسول الله! ليس لي سيء " فقال: "أعطها درعك." فأعطاها درعه ثم دخل بها. ومعلوم ان الصداق كان

أربع مائة درهم فضة، لكن المختار الجواز قبله لما في سنن أبي داؤد عن عائشة قالت: "أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أدخل إمرءة على زوجها قبل أن يعطيها شيئا." فيحمل المنع المذكور على الندب، أي ندب تقديم شيء إدخالا للمسرة عليها تأليفا لقلبها، وإذا كانت ذلك معهود اوجب حمل ما يخالف ما رويناه عليه جمعا بين الأحاديث."

پس وہ تمام روایات مہر معجّل پر محمول ہیں کیونکہ یہ مہر کا کچھ حصہ دخول سے پہلے دینا ان کی عادت میں سے ہے یہاں تک کہ حضرت ابن عباس، ان عمر زہری اور قتادہ سے منقول ہے کہ مہر معجّل میں سے کچھ ادا کئے بغیر شوہر دخول نہیں کرے گا اور ان کی دلیل وہ روایت ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ مہر کی ادائیگی سے قبل حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے وطی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پس آپ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کچھ بھی نہیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم اسے اپنی ذرہ دے دو۔ آپ نے انہیں اپنی ذرہ دے دی پھر دخول فرمایا اور یہ بات معلوم ہے کہ آپ کا مہر چار سو درہم چاندی کے مقرر ہوئے، پس منع مذکور کو ندب پر محمول کیا جائے گا یعنی مہر کا کچھ حصہ عورت کی تالیف قلب اور خواہش کرنے کے لئے دخول سے قبل دینا مستحب ہے۔ (شرح وقایہ، ج ۱، ص ۵۷۹، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی)

عمدہ لکھائی .... بہترین چھپائی
مسودہ دیجئے .... کتاب لیجئے
جمیل برادرز
ناظم آباد نمبر 2 کراچی